AMNESTY INTERNATIONAL

ایک ’’فسطائی قانون‘‘

جموں کشمیر Public Safety Act (PSA) یعنی قانون تحفظ عامہ کے تحت گرفتاریاں

مقدماتی تلخیص

’ہمیں بعض افراد کو (Out of Circulation) یعنی نظر بند رکھنا ہے۔۔۔!‘

ساموئیل ویرگیس (اُس وقت) کمشنر مالیہ۔وزارت داخلہ کا، جموں وکشمیر ایمنسٹی انٹرنیشنل کے ساتھ ایک ملاقات، سرینگر 20 مئی 2010۔

شبیر احمد شاہ کو ’’(Out of Circulation) نظر بند‘‘ رکھا گیا ہے اور جب 1989ء میں بھارتی ریاست جموں وکشمیر میں آزادی کے خاطر عوامی تحریک اور مسلح جدو جہد کا آغاز ہوا اس وقت سے اُنہیں اکثر اوقات کبھی جیل کے اندر اور کبھی باہر رکھا گیا ہے۔جموں وکشمیر ڈیموکریٹک فریڈم پارٹی کے رہنما کی بطور پران کا شمار جموں وکشمیر کی آزادی کے لئے اُٹھائی جانے والی پرزور اور متواتر آوازوں میں سے کیا جاتا ہے۔نتیجتاً اُنہوں نے 25 سال مختلف جیلوں میں گذارے ہیں، اکثر ’’امتناعی‘‘ یا انتظامی حراست میں، جو ایک انتظامی حکم کے تحت بغیر چالان یا بلا مقدمہ حراست ہوتی ہے۔اس کی گرفتاری کی وجہ صرف سیاسی نظریات کا پرامن اظہار ہے۔شاہ کو آخری بار 3 نومبر 2010 کو جیل سے رہا کیا گیا مگر تب سے اُنہیں مختلف ادوار کے لئے گھر پر نظر بند رکھا گیا ہے۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل کے مئی 2010ء میں جموں وکشمیر کے دارالحکومت کے دورے کے دوران شبیر شاہ جیل میں تھے۔ریاست کے حکام نے ایمنسٹی انٹرنیشنل کو اُن سے ملاقات کرنے کی اجازت نہیں دی، مگر اُنکی بیگم ڈاکٹر بلقیس سے ملاقات ہوسکی جنہوں نے بتایا کہ ’’ان کی مسلسل گرفتاری اُن کی جانب سے جاری مزاحمت کو توڑنے کا ایک حربہ ہے‘‘۔ حکومت سوچتی ہے کہ اگر انہیں ہم سے دور رکھا جائے اور ہمیں تکالیف دی جائے تو وہ خاموش رہنے پر راضی ہو جائیں گے۔اگر چہ وہ ہماری بیٹیوں کے لئے جو کبھی کبھار اپنے والد کو دیکھ پاتی ہیں، پریشان رہتے ہیں، مگر وہ اپنے اصولوں کو نہیں چھوڑیں گے۔

شبیر شاہ ان اعلیٰ شخصیات میں سے ایک ہیں جنہیں جموں وکشمیر قانون برائے تحفظ عامہ 1978ء (PSA) کے تحت گرفتار کیا گیا ہے، مگر وہ اُن ہزاروں میں سے صرف ایک ہیں جنکو اس طرح بغیر چالان اور بلا مقدمہ چلائے حراست میں رکھا گیا ہے۔اندازہ ہے کہ گزشتہ دو دہائیوں کے دوران جن لوگوں کو (PSA) کے تحت گرفتار کیا گیا ہے ان کی تعداد 8000 سے 20000 تک ہوسکتی ہے۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹ: ایک ’فسطائی قانون‘ جموں وکشمیر قانون برائے تحفظ عامہ (پی ایس اے) کے تحت گرفتاری افشا کرتی ہے کہ پی ایس اے کس طرح بھارت کی انسانی حقوق کی فرائض کی خلاف ورزی کرتی ہے۔اس سے ان طریقوں کا مزید ثبوت فراہم ہوتا ہے کہ کس طرح انتظامی حراست (PSA) جموں وکشمیر میں افراد کو سالہا سال تک گرفتار رکھنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔اور بلا مقدمہ انہیں انسانی حقوق کے اس تحفظ سے محروم کرتی ہے جو کہ بھارتی قانون کے تحت نافذ العمل ہے۔

یہ رپورٹ مئی 2010ء میں سرینگر کے دورے کے دوران ایمنسٹی انٹرنیشنل کی جانب سے کی جانے والی تحقیق اور ان سرکاری اسناد اور قانونی دستاویز کے تجزیے پر مبنی ہے جو 600 سے زائد افراد سے متعلق ہیں جنہیں 2003ء اور 2010ء کے درمیان (PSA) کے تحت گرفتار کیا گیا تھا۔

یہ رپورٹ مئی 2010ء میں سرینگر کے دورے کے دوران ایمنسٹی انٹرنیشنل کی جانب سے کی جانے والی تحقیق اوران سرکاری اسناداور قانونی دستاویز کے تجزیے پر مبنی ہے جو 600 سے زائدافراد سے متعلق ہیں جنہیں 2003ء اور 2010ء کے درمیان (PSA) کے تحت گرفتار کیا گیا تھا۔

تصویر1: شبیر شاہ کو سوپور اور بارہ مولہ کو جاتے ہوئے پولیس گرفتار کررہی ہے۔ (© جے کے ڈیموکریٹک فریڈم پارٹی)

تحقیق ظاہر کرتی ہے کہ اداروں، ظابطوں اور انسانی حقوق کے مروجہ فوجداری انصاف کے مدافعات کی بجائے حکام (PSA) کو استعمال کرتے ہیں تا کہ سیاسی کارکنان، مسلح گروہوں کے مشتبہ ارکان یا حامیوں اور دیگر افراد کو بغیر مقدمے اور اقرار کے ناکافی ثبوت کی بنا پر ایک لمبے عرصے کے لئے زیر حراست رکھا جائے۔ تا کہ انہیں ''نظر بند'' رکھا جائے۔

کشمیر کئی دھائیوں سے جنوبی ایشیا میں متنازہ کا باعث بنا ہوا ہے۔ 1989ء سے جموں وکشمیر میں مسلح جدوجہد اور عوامی تحریک برائے آزادی چل رہی ہے۔ مسلح گروہ باقاعدہ طور پر سیکوٹی افواج اور شہریوں پر حملے کرتے ہیں۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل جانتی ہے کہ یہ ریاست کا حق، بلکہ حقیقت میں فرض ہے کہ اپنی آبادی کو تشدد سے تحفظ فراہم کرے۔ مگر ایسا کرتے ہوئے تمام متعلقہ فریقوں کے حقوق کا احترام کرتے ہوئے کرنا چاہئے۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل ان افراد کے جرم یا بے گناہی پر کوئی خاص رائے نہیں رکھتی جنہوں نے مبینہ انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں یا مسلمہ مجرمانہ اعمال کا ارتکاب کیا ہو۔ مگر ہر کسی کو وہ تمام انسانی حقوق میسر ہونے چاہئے جن کی ضمانت قومی اور بین الاقوامی میں دی گئی ہے۔ بھارت نے پی ایس اے کو استعمال کرتے ہوئے بغیر کافی ثبوت کے مشتبہ افراد کو حراست میں لینے سے نہ صرف ان کے انسانی حقوق کی شدید خلاف ورزی کی ہے بلکہ اپنے فرائض جیسے کھلی عدالت میں مقدمہ چلانے سے کوتاہی برتی ہے۔

گذشتہ دھائی کے دوران جموں وکشمیر میں سرگرم مسالح گروہوں کے ارکان کی تعداد میں قابل ذکر کمی آئی ہے۔ جموں وکشمیر پولیس کے اندازے کے مطابق اب مسلح گروپوں کے صرف 500 ارکان وادی کشمیر میں سرگرم عمل ہیں۔

مگر پچھلے پانچ سالوں میں پرامن احتجاجوں کا سلسلہ دوبارہ شروع ہوا ہے۔ کچھ مظاہرین نے جب سیکورٹی افواج پر پتھر پھینک کر اپنے غصے کا اظہار کیا ہے اُس کا جواب بندوق کی گولی سے دیا گیا ہے۔ بھارتی ریاست کے ساتھ اختلاف کرنے کی ترزعمل میں اس ظاہری تبدیلی کے باوجود ریاستی حکام کے طور طریقوں میں کوئی تبدیلی نظر نہیں آتی وہ اب بھی (PSA) کا بے دریغ استعمال کر رہیں اور صرف جنوری اور ستمبر 2010 کے درمیان مبینہ طور پر 322 افراد کو پی ایس اے کے تحت گرفتار کیا گیا۔

اکثر ایسے افراد پر ''قوم مخالف'' کا لیبل لگانے کے بعد انہیں گرفتار کیا جاتا ہے جو کشمیر کی آزادی یا پاکستان کے ساتھ اس کے الحاق کی حمایت کرتے ہیں اور چونکہ وہ ریاست کو پر امن اختلاف کے ذریعے چیلنج کرتے ہیں۔ (PSA) کے تحت گرفتار شدہ بعض سیاسی کارکنوں میں وکلا اور صحافی بھی شامل ہیں۔ شبیر شاہ کے علاوہ متعدد معتبر سیاسی رہنماؤں کو (PSA) کے تحت گرفتار کیا گیا ہے، مسرت عالم بٹ کے بشمول کئی اور لوگ زیر حراست ہیں۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل اصولی طور پر انتظامی حراست کے تمام طریقوں کی مخالفت کرتی ہے۔ بھارتی سپریم کورٹ نے بھی انتظامی گرفتاری کے نظام کو 'لاقانونیت کا قانون' قرار دیا ہے۔ (PSA) بالکل ایسا قانون بن چکا ہے، جس نے جموں وکشمیر کے فوجداری نظام انصاف کی جگہ لی ہے۔ فوجداری نظامِ انصاف کے قواعدے، شہادت کے اصول، اور ثبوت کے وزن اور معیار پر ہوتے ہیں تا کہ بے گناہ افراد کے خدشات کو کم کیا جائے اور اصل مجرم کی سزا کو یقینی بنایا جائے۔ یہ کسی بھی حکومت کے حوالے سے نا قابل قبول ہے کہ ''امتناعی'' یا انتظامی حراست کے کسی اور صورت کو بروئے کار لاتے ہوئے ان مدافعات کو نظر انداز کرے۔ اور افراد کو جرم کے ارتکاب کے شبہ پر بغیر چالان اور بلا مقدمہ سزا دے۔

غیر قانونی اسلحہ رکھنے کے جرم کی شرح۔ جو مسلح گروہوں کے حامیوں یا اراکین کے خلاف عام طور پر سب سے زیادہ لگائے جانے والے الزامات میں سے ایک ہے۔ فی 100 کیسوں میں 0.5 ہے: یہ شرح بھارت کی قومی اوسط شرح سے 130 گنا کم ہے۔ اسی طرح جموں وکشمیر میں اقدام قتل کے جرم کی شرح اس کے قومی سطح سے 8 گنا کم ہے، بلوا برپا کرنے کی شرح سات 7 گنا کم اور آگ لگانے کی شرح 5 گنا کم ہے۔ (دیکھئے مندرجہ ذیل گراف) اس کے برعکس، ان افراد کی تعداد جو جموں وکشمیر میں بلا مقدمہ انتظامی حراست میں رکھے گئے ہیں قومی اوسط سے 14 گنا زیادہ ہے۔ جو کہ بظاہر جموں وکشمیر پولیس کے ماہانہ ''اھداف'' یا انتظامی حراست کے کوٹے کا ممکنہ نتیجہ ہے۔

(PSA) کے تحت بغیر چالان اور بلا مقدمے کے دوسال یا اس سے زیادہ مدت تک حراست میں رکھے گئے افراد نے کسی مسلمہ مجرمانہ فعل کا ارتکاب کیا ہی نہ ہو۔ (PSA) کے تحت انظامی حراست اس فسطائی قانون کے تحت ترتیب شدہ ضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے اُس وقت جائز قرار دیا جاسکتا ہے جب کسی فرد کی حرقات وسکنات سے ملک کی سلامتی یا من وامان میں خلل پڑھنے کا اندیشہ ہو۔ انظامی حراست سے اُس اصول کی خلاف ورزی ہوتی ہے جو شہری اور سیاسی حقوق کے بین القوامی میثاق (ICCPR) کا جز ہے جس کا بھارت بھی فریق ہے۔

کوئی حل نہیں:۔

پولیس نے 29 جولائی 2008ء کو منیر احمد کو گرفتار کیا اور اس پر ممنوعہ اسلحہ رکھنے کا الزام لگایا۔ جب وہ جیل میں اس کیس کے مقدمے کا انتظار کر رہا تھا، 20 ستمبر 2008ء کو (PSA) کے تحت حراست کا حکم (DMS/PSA/22/2008) جاری ہوا۔ درین اثنا اس پر سیکورٹی افواج پر بالترتیب 2001، 2004 اور 2005 میں کئے گئے حملوں کے تین فوجداری کیسوں کا رسمی طور فرد جرم عاہد کیا گیا۔ ہائی کورٹ نے 4 اگست 2009ء کو (PSA) کے تحت اس کی اسیری کو منسوک کیا، اور اس کے درخواست برائے حبس بیجا (Habeas Corpus Petition) (HCP/240/09) کو منظور کیا۔ شیخ کو ممنوعہ اسلحہ رکھنے کے ابتدائی الزام کے سلسلے میں جنوری 2010 میں تو ضمانت مل گئی، مگر باقی الزامات کے مقدمے کے انتظار میں وہ زیر حراست رہا۔

24 فروری 2010ء کو فیصلہ ساز عدالت نے شیخ کے خلاف تین میں سے دو الزامات کو یہ کہہ کر خارج کر دیا کہ اس کے خلاف واحد ثبوت اس کا اپنا وہ اعتراف تھا جو اس نے پولیس کی حراست کے دوران کیا تھا جو کہ بھارتی عدالت میں بطور ثبوت نا قابل قبول ہے۔ (بھارت میں پولیس کے سامنے اقبال جرم بطور ثبوت نا قابل قبول ہے)۔ شیخ کے وکلا کا دعوہ ہے کہ در حقیقت اسے تفتیش کے دوران پولیس نے ٹارچر کیا تھا۔ عدالت نے 15 مارچ 2010ء کو شیخ کے خلاف تیسرے الزام کو منسوخ کیا۔

اس کے خلاف مزید فوجداری الزامات یا (PSA) حراست کے احکام نہ ہونے کے باوجود جیل حکام نے شیخ کو 16 مارچ کو پولیس کے حوالے کیا جس نے اسے سرینگر میں ہمہامہ کے مقام پر جوائنٹ انٹروگیشن سینٹر (JIC) میں غیر قانونی طور پر حراست میں رکھا۔ اور اُنہیں 24 گھنٹے کے اندر مجسٹریٹ کے سامنے نہیں لایا گیا جیسا کہ قانون کا تقاضا ہے۔ بالاخر 31 مارچ 2010ء کو اس کے خلاف (PSA) کا دوسرا حکم (DMS/PSA/95/2010) صادر کیا گیا۔

حراست کی وجہ یہ بتائی گئی کہ شیخ کو 28 مارچ کو جیل سے رہا کیا گیا (جبکہ وہ در حقیقت اس وقت بھی زیر حراست تھا) مگر فوراً بعد پھر سے گرفتار کیا گیا کیونکہ وہ دوکانداروں کو اپنا کاروبار بند کرنے پر مجبور کر رہا تھا اور عوام کو عام ہڑتال کی حمایت کرنے پر اکسا رہا تھا۔

حبس بیجا (Habeas Corpus Petition) کی ایک درخواست (10/123 نمبر) اس وقت جموں وکشمیر ہائی کورٹ میں زیر التوا ہے۔ جس نے (PSA) کے تحت شیخ کو حراست کو چیلنج کیا ہے اور اس کی غیر قانونی حراست کے معاوضہ کی مانگ کی ہے۔ اس کی درخواست ان سینکڑوں درخواستوں میں سے ایک ہے جن کی سماعت ہر سال ہائی کورٹ کی جانب سے ہوتی ہے۔

تصویر 2 اور 3 بائیں: 14 سالہ مشتاق احمد شیخ، جسے بلوا اور اقدام قتل کے کیس میں گرفتار کیا گیا، مبینہ طور پر پتھر پھینکنے والے ایک ہجوم کا ساتھ دینے پر اسے 21 اپریل 2010 سے 10 فروری 2011ء تک تقریباً 10 مہینے انتظامی حراست میں رکھا گیا۔ مشتاق احمد شیخ کے خاندان کے افراد جنہوں نے ایمنسٹی انٹرنیشنل کو بتایا کہ وہ کئی مہینوں تک پنے بھائی کے ساتھ ملاقات نہیں کر سکے۔ کیونکہ فاصلہ اور محدود ملاقات نے اسے انتہائی مہنگا بنا دیا۔ (دونوں تصویریں © شوم باسو)

گرفتار شدگان اپنی گرفتاری کے فیصلے کو پر معنی طور پر چیلنج بھی نہیں کر سکتے؛ پی ایس اے حراست میں عدالتی نظر ثانی کی کوئی شق نہیں؛ اور گرفتار شدگان کو مشاورتی بورڈ، جو احکام حراست کی تصدیق کرنے والی اتھارٹی ہے، کے سامنے قانونی وکالت کی اجازت نہیں۔ اقوام متحدہ کے ورکنگ گروپ برائے غیر قانونی حراست (WGAD) نے جموں وکشمیر (PSA) کے 10 کیسوں کے بارے میں 2008 میں پایا کہ یہ گرفتاریاں انسانی حقوق کے ان بین الاقوامی فرائض کے مطابق نہیں ہیں جن کی بجا آوری کا بھارت پابند ہے۔

مذید ریاستی حکام اکثر اس قانون کا عامرانہ اطلاق کرتے ہیں، جیسا کہ اس رپورٹ میں مذکور کئی کیسوں سے ثابت ہوا ہے۔

گرفتار کرنے والے حکام گرفتار شدگان یا ان کے وکلا کو ان ثبوت کے دکھانے سے قاصر رہتے ہیں جن کی بنا پر گرفتاری عمل میں لائی گئی ہے۔

گرفتار شدگان ہائی کورٹ کو رجوع کر سکتے ہیں تا کہ ان کی گرفتاری کے احکام کو منسوخ کیا جائے، مگر ایمنسٹی انٹرنیشنل کی تحقیق واضح طور پر بتاتی ہے کہ جموں وکشمیر حکام ہائی کورٹ کے احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور اثیران کو فوجداری الزامات کے تحت دوبارہ گرفتار کر لیتے ہیں / یا پھر مذید حراست کے احکام جاری کرتے ہیں، اور اس طرح انہیں مسلسل حراست میں رکھتے ہیں۔ (PSA) کے تحت گرفتار شدہ فرد کی رہائی کا آخری فیصلہ اس ایکزیکیٹو سکریننگ کمیٹی کے پاس ہوتا ہے جو ان سرکاری حکام، پولیس اور خفیہ پولیس اہلکاروں پر مشتمل ہوتی ہے جن کے فیصلے عوامی چھان بین کے لئے کھلے نہیں ہوتے۔

انتظامی حراست کے نظام انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے حوالے سے بدنام ہیں جن میں قید تنہائی اور غیر قانونی گرفتاری اور ایذا رسانی اور پولیس اور عدالتی توقیف کے دوران بدسلوکی کے دوسرے اقسام بھی شامل ہیں۔(PSA) اس سے مستثنی نہیں۔ایمنسٹی اینٹرنیشنل کی جانب سے اس رپورٹ کے لئے (PSA) کے بہت سارے کیسوں پر کی گئی تحقیق سے قومی اور بین الاقوامی قانون سے متصادم غیر قانونی حراست کے ثبوت پایا جاتا ہے۔بہتوں نے زبردستی اقبال جرم کی خاطر ایذا رسانی اور بدسلوکی کے دوسرے اقسام کے استعمال کا الزام لگایا۔(PSA) ان حکام کو، جو اس کے تحت کام کرتے ہیں، عدالتی کاروائی سے تحفظ فراہم کرتی ہے، اور یون اس قانون کے تحت ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کو سزا سے بچاتی ہے۔

ایمنسٹی اینٹرنیشنل نے ماضی میں، اسی طرح انسانی حقوق کے بین الاقوامی تنظیموں اور اقوام متحدہ کی متعدد اداروں نے بھارتی حکومت سے انتظامی حراست کے نظام کی اصلاح کا مطالبہ کیا ہے بھارت نے ابھی تک ان مطالبات کو نظر انداز کیا ہے۔

مئی 2010ء سرینگر میں ایمنسٹی اینٹرنیشنل کے نمائندوں کے ساتھ ایک ملاقات میں اس وقت کے ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل پولیس (ادارہ برائے تفتیش جرائم) جموں وکشمیر نے پوچھا،''آپ کن حقوق کے بارے میں بول رہیں ہیں؟ ہم ایک جنگ لڑ رہے ہیں۔ایک سرحد پار جنگ''۔اس قسم کا طرز فکر، اور نتیجے میں ہونے والے وہ اقدام ہیں (جنہیں موجودہ رپورٹ میں پیش کیا گیا)، بھارت کے ان قانونی وعدوں سے متصادم ہیں جو اس نے انسانی حقوق کے بین الاقوامی معاہدات کی تصدیق کے دوران کئے ہیں، اور ان تاکیدات سے بھی متصادم ہیں جو ریاستی اور مرکزی دونوں سطح پر سرکاری حکام کرتے ہیں کہ جموں وکشمیر میں قانون کی حکمرانی نافذ العمل ہونی چاہئے۔

فسطائی قانون (PSA) کا بے دریغ اور پرتشدد استعمال کشمیری آبادی کے درمیان اعتماد سازی پیدا کرنے کے بجائے قانون کی سربلندی کو مزید کمزور کردے گا اور واضح طور پر موجود اس فکر کو اور تقویت فراہم کرے گا کہ پولیس اور سیکورٹی افواج ''قانون سے بالاتر'' ہیں۔

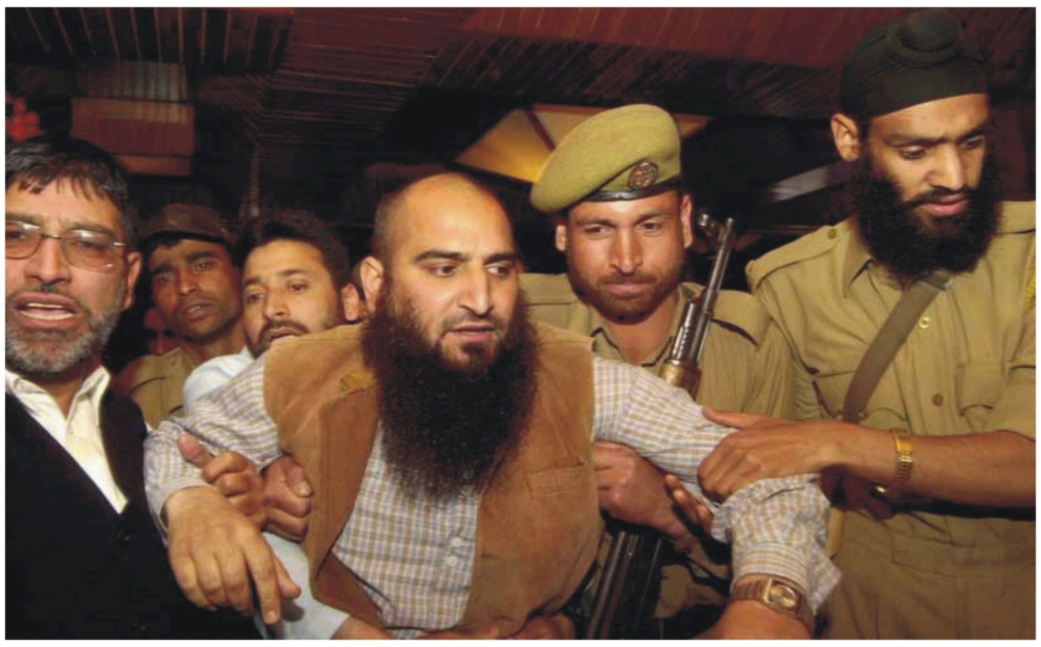

تصویر 4 :۔ چیئرمین جموں وکشمیر مسلم لیگ، مسرت عالم بٹ، جیسے پولیس نے 26 اپریل 2007ء کو گرفتار کیا (AP/PA) فوٹو/مختار خان © کیا۔

سفارشات:۔

(PSA) کو منسوخ کیا جائے اور جموں وکشمیر میں انتظامی حراست کے نظام کا خاتمہ کیا جائے، مجرمانہ اعمال کا ارتکاب کرنے والے مشتبہ افراد کے خلاف مسلمہ فوجداری الزامات کا فرد جرم عاید کیا جائے اور انہیں کھلی عدالت میں تمام مدافعات کے ساتھ با انصاف مقدمہ فراہم کیا جائے۔

سرکار قانون کی بالادستی کے بارے میں اپنے عہد کو ثابت کرنے کی خاطر غیر قانونی حراست اور قید تنہائی ختم کردے اور گرفتار شدہ شخص کی مجسٹریٹ کے سامنے بروقت پیشی، اقارب کے ساتھ رابطے، قانونی مشورے، طبی معائنے، اور مسلمہ مقامات پر آنیوالے مقدمے کی سماعت کو یقینی بنانے کے لئے فاالفور انتظامات کرے۔

مذید یہ کہ بھارت اور جموں وکشمیر کی حکومتیں :۔

- گرفتار شدگان اور ان کے خاندانوں کے خلاف لگائے گئے تشدد کے تمام الزامات جن میں ایذ رسانی اور دیگر بدسلوکیاں، ملاقات اور مناسب طبی معالجے کی ممانعت شامل ہیں کے بارے میں ایک آزاد، غیر جانبدار اور جامع تحقیق کرلے اور اِس کو شائع کرے اور ان میں سے ملوث افراد کا محاسبہ کیا جائے۔

ایمنسٹی اینٹرنیشنل بھارتی حکومت پر زور دیتی ہے کہ:۔

- اقوام متحدہ کے خصوصی اداروں کو مدعو کرے اور ان کے دوروں کو یقینی بنائے، جن میں خاص طور پر اقوام متحدہ کے رپورٹار برائے ایذا رسانی اور ورکنگ گروپ برائے غیر قانونی گرفتاری شامل ہو۔